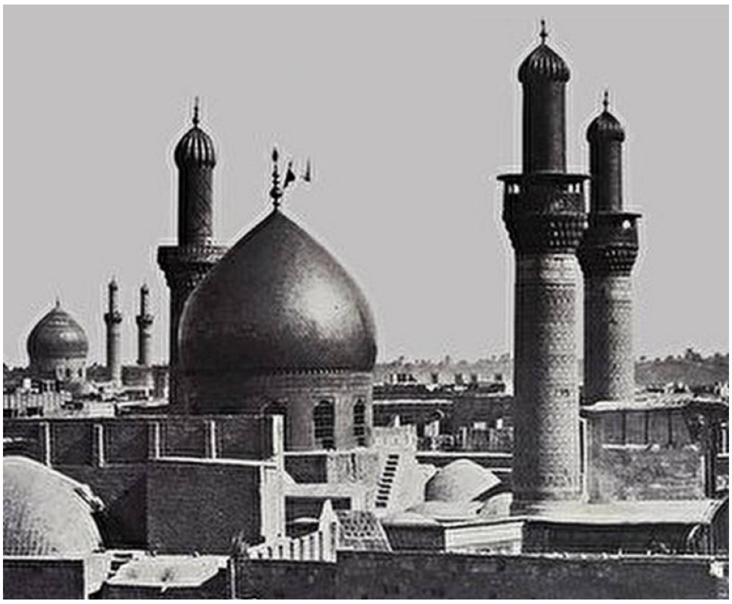

بستۂ
دُلدُل ہاؤس

بستۂ
ڈلڈل ہاؤس

سیّد ریاض الحسن کاظمی

اللہ اکبر

مرحوم

سیّد ریاض الحسن کاظمی

تاریخِ وفات: ۳۱ مئی ۱۹۷۶ ء

بمطابق

یکم جمادی الثانی ۱۳۹۶ ہجری

بروز : پیر

ڈُلڈُل ہاؤس

سادات قصبہ پلکھنہ، علیگڑھ

بسمہ ربّ الشّھدا و الصّدّیقین

سیریل نمبر	فہرست مراثی	صفحہ نمبر
۱	مومنو اشک بہاؤ کہ محرم آیا	۷
۲	جس گھڑی نہر پہ خیمے شہِ والا کے ہوئے	۱۵
۳	جنت کے در پہ حرُ جونہی جاکر کھڑا ہوا	۲۰
۴	پہنچے جو شاہِ دیں علی اکبرؑ کی لاش پر	۲۶
۵	حسین جبکہ چلے بعدِ دوپہر رن کو	۳۱
۶	رن میں ہم شکلِ پیمبر نے جو برچھی کھائی	۳۸
۷	رن میں باندھے ہوئے سہرے کو جو آئے قاسم	۴۴
۸	جب ہاتھ قلم ہوئے سقائے حرم کے	۵۰
۹	زینب نے سنی جب یہ خبر شاہِ امم سے	۵۶
۱۰	آج شبیر پہ کیا عالمِ تنہائی ہے	۶۳
۱۱	جب کہ سجادِؑ حزیں قیدِ ستم سے چھوٹے	۷۰
۱۲	اے روزہ دارو آہ و بکا کے یہ روز ہیں	۷۷

سیریل نمبر	فہرست نوحہ جات	صفحہ نمبر
۱	جھکائے سر کو کھڑا ہے دلدل	۸۵
۲	بین یہ زینبؑ کے تھے عون و محمد میرے	۸۸
۳	سردار کہاں ہے بے یار کہاں ہے	۹۰
۴	کربلا میں شہِؑ دلگیر کا چہلم نہ ہوا	۹۲
۵	علیؑ نے سجدۂ خالق میں تیغ کھائی ہے	۹۵

عرضِ حال

کافی دنوں سے سوچ رہا تھا کہ دُلدُل ہاؤس میں پڑھے جانے والے مرثیوں اور نوحوں کا ایک جگہ کرکے ایک کتاب کی شکل دوں تاکہ وقت پر پریشانی نہ ہو ۔ لٰہذا آج پہلی محرم ١٤٢٣ھ مطابق ١٤، مارچ ٢٠٠٢ء بروز سنیچر کو دُلدُل ہاؤس میں پڑھے جانے والے مرثیے اور نوحے ایک جگہ جمع کرکے اس بیاض کا نام ”بستۂ دُلدُل ہاؤس“ دے رہا ہوں۔

دُلدُل ہاؤس کے ممبران سے گزارش ہے کہ اس بستہ کی ایک ایک کاپی اپنے پاس بھی رکھیں۔

والسّلام

سید محمد ریاض

مرثیہ نمبر ۔ ۱

پہلی محرم کا مرثیہ

مطلع

مومنو اشک بہاؤ کہ محرم آیا

مصنف :۔

مشرفؔ

۱

مومنو اشک بہاؤ کہ محرم آیا
سید و بیکس و مظلوم کا ماتم آیا
مہ نو چرخ پہ غم سے بقدِ خم آیا
چاند یہ آیا محبوں کے لئے غم آیا
نوحہ خواں خلد سے اب روح رسولؐ آویگی
تعزیہ خانوں میں رونے کو بتولؑ آویگی

۲

یہ مہینہ وہ مہینہ ہے کہ اے اہل عزا
خاتمہ پنجتنؑ پاک کا دس دن میں ہوا
اس مہینہ میں کٹا سبط پیغمبر کا گلا
اس مہینہ میں لٹا باغِ جنابِ زہراؑ
بیہویں بازاروں میں سر ننگے پھریں زہراؑ کی
انہیں روزوں میں سکینہؑ ہوئی بن بابا کی

۳

اپنے مانجائے سے ان روزو نمیں زینبؑ چھوٹی
انہیں روزو نمیں بہو فاطمہؑ کی رانڈ ہوئی
انہیں روزو نمیں لٹی فاطمہؑ کی سب کھیتی
انہیں روزو نمیں چھری دل پہ محمدؐ چلی
چھاؤنی چھائی ہے جنگل مین شہؑ والا نے
انہیں روزو نمیں تو جھاڑی ہے زمیں زہراؑ نے

۴

انہیں روزو نمیں تو ٹوٹی شہِؑ بیکس کی کمر
انہیں روزو نمیں جواں مارے گئے ہیں اکبر
اس مہینہ میں کٹا حضرتِ عباسؑ کا سر
تیر سے حلق چھدا کر ہوئے بے جاں اصغر
دفعتاً خلق سے موقوف یہ انصاف ہوا
ہاں انہیں روزو نمیں گھر فاطمہؑ کا صاف ہوا

۵

پہلی تاریخ محرم کی جو آتی ہے آہ
حوریں پوشاک نگاکر وہیں کشتی میں سیاہ
قبرِ زہراؑ پہ ہیں جاتی بفغانِ جاں کاہ
فاتحہ پڑھ کے یہ چلاتی ہیں بحالِ تباہ
پہنئے ماتمی ملبوس کہ ماتم آیا
اٹھو اے فاطمہؑ اٹھو کہ محرم آیا

۶

لحدِ فاطمہؑ سے آتی ہے حوروں کو صدا
نیند کہتے ہیں کسے چین کجا خواب کجا
قبر میں آنکھ جھپکتی ہے اگر میری ذرا
کربلا سے مجھے شبیرؑ یہ دیتے ہیں صدا
دلِ بیتاب تسلی نہیں دیتا اماں
غمِ اکبرؑ ہمیں سونے نہیں دیتا اماں

۷

میں یہ کہتی ہوں اس آواز کے اماں قرباں
داغ فرزند کا ہوتا ہے یہی میری جاں
تم تو واں روتے ہو اور فاطمہؑ روتی ہے یہاں
تیرے پہلو میں تو سوتا ہے تیرا لال جواں
تڑپے کس طرح نہ زہراؑ تیرے غم سے بیٹا
تیرا مرقد تو بہت دور ہے ہم سے بیٹا

۸

پھر یہ فرماتی ہیں حوروں سے جنابِ زہراؑ
تعزیہ کس نے لیا ہوگا میرے بیٹے کا
نہ حسن ہیں نہ علیؑ ہیں نہ رسولِ دوسرا
حوریں کہتی ہیں کہ ایسی بھی ہے اک خلقِ خدا
دل سے مصروفِ عزائے شہِ دیں ہوتے ہیں
چل کے دیکھو کہ کس شور سے وہ روتے ہیں

۹

قبر سے نکلیں گی روتی ہوئی زہراؑ باہر
اور وہ پہنیں گی ملبوس سیاہ رو رو کر
سراقدس پہ نہ اوڑھیں گی مگر وہ چادر
حوریں پوچھیں گی تو فرمائیں گی وہ پیٹ کے سر
کس طرح فاطمہؑ کو خواہشِ چادر ہووے
جبکہ زینب سرِ بازار کھلے سر ہووے

۱۰

چاک کر دامنِ پوشاک کو وہ بے چاری
قبرِ زینب پہ ہے جاتی بفغانِ زاری
رو کے چلاتی ہے وہ بنتِ رسولِ باری
آیا ہے ماہِ عزا اے میری زینبؑ پیاری
گوشۂ قبر میں تم ہاتھوں کو کیا ملتی ہو
بھائی کے تعزیہ خانوں میں نہیں چلتی ہو

۱۱

آئیں گی قبر سے روتی ہوئی زینبؑ باہر
روئیں گی فاطمہؑ زہراؑ سے گلے مل مل کر
تعزیہ خانوں میں پھر آتی ہیں وہ ننگے سر
روتی ہیں ساتھ عزاداروں کے بادیدۂ تر
آج کل شہر میں رقت جو بہت ہوتی ہے
جابجا روحِ بتولِؑ دوسرا روتی ہے

۱۲

اس مہینے کا اب احوال سنو اے یارو
ہفتم ماہِ محرم کو امامِ خوشخو
کربلا میں ہوئے وارد لیے انصارو کو
تب زمیں سے صدا آئی کی ٹھہرو ٹھہرو
اترو آباد کرو گود ہماری شبیرؑ
میں تو مشتاق تھی مدت سے تمہاری شبیرؑ

۱۳

یہ صدا سن کے شہِ دیں نے رفیقوں سے کہا
خیمہ برپا کرو اب خاتمہ با لخیر ہوا
اسی صحرا میں کٹے گا شہِ بیکس کا گلا
اسی جنگل میں سدا روئے گی آکر زہراؑ
برچھی کھا کر علی اکبر یہیں دم توڑیں گے
اسی صحرا میں علیؑ آئیں گے اور روئیں گے

مومنو اشک بہاؤ کہ ------------

مرثیہ نمبر ۔ ۲

دوسری محرم کا مرثیہ

مطلع

جس گھڑی نہر پہ خیمے شہِؑ والا کے ہوئے

مصنف :۔

مشرفؔ

۱

جس گھڑی نہر پہ خیمے شہِؑ والا کے ہوئے
اور ستمگار مزاحم لبِ دریا کے ہوئے
شاہؑ برہم یہ جفاکاروں سے فرما کے ہوئے
دشمنِ جاں مرے گھر سے مجھے بلوا کے ہوئے
تم پیو پانی محمدؐ کا نواسہ مر جائے
تم ہی منصف ہو جو مہماں ہو وہ پیاسا مر جائے

۲

خیمے اس جا سے اکھڑوانے کو حاضر ہوں میں
پر نبیؐ زادہ ہوں سید ہوں مسافر ہوں میں
تربتِ احمدؐ و زہراؑ کا مجاور ہوں میں
ظلم جو چاہو کرو صابر و شاکر ہوں میں
دو گے جو رنج مجھے سب ہے گوارہ مجھ کو
آپ منظور ہے دریا سے کنارا مجھ کو

۳

میں نہ آتا تھا مدینے سے بلایا تم نے
روضۂ احمدؐ مرسل کو چھڑایا تم نے
کوہ و صحرا بھی یہ دریا بھی دکھایا تم نے
حیف ہے تارکِ دُنیا کو ستایا تم نے
رخ ادھر کو جو کیا میں نے تو منہ موڑتے ہو
اک دغا پیشہ کے وعدے پہ مجھے چھوڑتے ہو

۴

طالبِ دولتِ دنیا تو میں زنہار نہ تھا
حشمت و جاہ سے کچھ مجھ کو سروکار نہ تھا
میں کسی کے بھی کبھی درپئے آزار نہ تھا
بن بُلائے اِدھر آنے کا طلبگار نہ تھا
نامے لکھ لکھ کے جو بھجوائے تھے سب لایا ہوں
دیکھ لو بے سروسامان چلا آیا ہوں

۵

تم کو اپنا نہ سمجھتا تو اِدھر کیوں آتا
اپنے ناموس کو ہمراہ بھلا کب لاتا
اب تلک کچھ نہیں بگڑا جو اجازت پاتا
اہلِ عصمت کو لیے سوئے نجف پھر جاتا
وعدے الطاف و مدارات کے کم ہونے لگے
ابھی آیا ہوں ابھی ظلم و ستم ہونے لگے

٦

رات کا وقت ہے گرمی کے ہیں دن چلتی ہے لو
حال ناموس کا ایذائے سفر سے ہے زبوں
ماؤں کی گودیوں میں سوتے ہیں بچے محزوں
مہلت اک شب کی جو دو ہوں میں تمہارا ممنوں
نہر سے پانی بھی پینے کو نہ منگواؤں گا
خیمہ کل یاں سے اٹھا کر کہیں لے جاؤں گا

۷

آبدیدہ ہو لعینوں سے یہ بولے شبیرؑ
آچکے اب تو دکھائے ہمیں جو کچھ تقدیر
کھائیں گے شوق سے تیغ و تبرو خنجرو تیر
پر خدا اس کا ہے عالم کہ میں ہوں بے تقصیر
نہر سے گرمی کے موسم میں اٹھاتے ہو مجھے
کیا ملے گا تمہیں ناحق جو ستاتے ہو مجھے

۸

کہتی تھی بیٹوں سے اپنے یہ علیؑ کی جائی
کہیو بھائی سے بڑی نہر پہ راحت پائی
تھی اسی واسطے تقدیر ہمیں یاں لائی
اب میں دریا کے کنارے نہ رہونگی بھائی
گفتگو کیا ہے کھڑی ہاتھوں کو ملتی ہے بہن
گھر میں آؤ نہیں خیمے سے نکلتی ہے بہن

جس گھڑی نہر پہ ------------

مرثیہ نمبر ۔ ۳

تیسری محرم کا مرثیہ

مطلع

جنت کے در پہ حرُؑ جونہی جاکر کھڑا ہوا

بند : ۹

مصنف: انیسؔ

①

جنت کے در پہ حرؑ جونہی جا کر کھڑا ہوا
زخمی تمام تن تھا لہو سے بھرا ہوا
رضواں نے دیکھا آیا کوئی سر کٹا ہوا
پوچھا کہ سر ترا تنِ زخمی سے کیا ہوا
بولا اٹھا کے آیا میں ظلمِ شدید ہوں
میں لشکرِ حسینؑ میں پہلا شہید ہوں

②

القصّہ جب رسولؐ کے پاس اس کو لے گیا
اور وہ نبیؐ کے سامنے جا کر کھڑا ہوا
پوچھا نبیؐ نے کون ہے تو سر ہے کیوں کٹا
حرؑ بولا کر کے مجرا کہ یا شاہِ انبیاءؐ
میں پیٹتا ہوں آنسوؤں سے بھر کے نین کو
کرتے ہیں قتل اب میرے آقا حسینؑ کو

③

یا مصطفیٰؐ حبیبِ خدا شاہِ بحروبر
میرا ہے نام حر میں ریاحی کا ہوں پسر
شبیرؑ کا ہوا تھا ہراول میں آن کر
قدموں تلے حسینؑ کے میرا کٹا ہے سر
کرنے خبر میں آیا شہِ مشرقین کی
کرب وبلا میں کٹتی ہے گردن حسینؑ کی

④

یوں مصطفیٰؐ سے کرتا تھا حرؑ اس جگہ بیاں
اک حور کی نظر پڑی اس پر جو ناگہاں
بنتِ نبیؐ سے جاکے کہا یہ بصد فغاں
اک شخص آیا سر ہے کٹا ہے لہولہاں
کرتا نبیؐ سے رو رو کے وہ قیل و قال ہے
اس کے گلے میں بی بی تمہارا رومال ہے

⑤

کہتا ہے ماجرا وہ حسینؑ امام کا
مشتاق ہے بہت ہی وہ پانی کے جام کا
سن کر کلام درد اب اس تشنہ کام کا
احوال ہے تباہ رسولِ انام کا
ہاں چل کے دیکھیے جو ستم آشکار ہے
بی بی تمہارے بیٹے کا وہ دوستدار ہے

⑥

خیرالنساء کی اس پہ جو ناگہ نظر پڑی
پہلے تو اس کی شکل پہ قربان ہوگئی
بعد اس کے پوچھنے لگی وہ زوجۂ علیؑ
میرے حسینؑ پیارے کی کہہ تو خبر ذری
کیوں شکل تیری دیکھ میری پھٹتی چھاتی ہے
بوئے حسینؑ جسم سے کیوں تیرے آتی ہے

۷

یہ سن کے حرؑ نے قدموں پہ زہراؑ کے سر رکھا
بولا نیا غلام ہوں آقا حسینؑ کا
ابنِ علیؑ کا کیا کہوں میں تم سے ماجرا
فدیہ میں ہوں حسینؑ کا سر ہے مرا کٹا
آفت تھی ٹوٹی ہائے شہِ مشرقین پر
بلوا پڑا تھا روبرو میرے حسینؑ پر

۸

زینبؑ کے لال مر گئے ماموں پہ ہو فدا
اکبرؑ علیؑ کو برچھی لگی وامصیبتا
مسلمؑ کے بیٹے کٹ گئے در فوجِ اشقیا
قاسمؑ کی شادی لٹ گئی عباسؑ علی موا
سجادِؑ ناتواں پہ ستم آشکار ہے
گردن میں طوق ہاتھوں میں اسکے مہار ہے

⑨

زنجیر پہنے روتا ہے وہ دلبرِ حسینؑ
سر ننگے بلوہ میں ہے کھڑی خواہرِ حسینؑ
جلتی ہوئی زمیں پہ ہے اب بسترِ حسینؑ
بِن پانی کے سسکتی ہے اِک دخترِ حسینؑ
لاشوں کے درمیان حرم ہیں کھڑے ہوئے
نیزوں پہ سب شہیدوں کے سر ہیں چڑھے ہوئے

جنت کے دَر پہ حرؑ جونہی -------

مرثیہ نمبر۔ ۴

چوتھی محرم کا مرثیہ

مطلع

پہنچے جو شاہِ دیں علی اکبرؑ کی لاش پر

بند: ۸

شاعر:۔

(۱)

پہنچے جو شاہِ دیں علی اکبرؑ کی لاش پر
روکر گرے شبیہِ پیمبرؐ کی لاش پر
کرتے تھے بین یہ مہِ انور کی لاش پر
کیا بے کسی برستی ہے دلبر کی لاش پر
لوٹا ہے فوجِ ظلم نے اس ناتوان کو
مارا ہے گھیر کر میرے کڑیل جوان کو

(۲)

کیوں کر اٹھائیں شہؑ علی اکبرؑ کی لاش کو
تکتے ہیں چشمِ یاس سے دلبر کی لاش کو
کس طرح لے چلیں علی اکبرؑ کی لاش کو
آواز دے رہے ہیں برادر کی لاش کو
عباسؑ کیا فرات پہ سوتے ہو چین سے
لاشہ پسر کا اٹھ نہیں سکتا حسینؑ سے

۳

پھر کہتے تھے کہ اے حرِؑ صفدر کدھر ہے تو
آ اے زہیرؑ و وحبِؑ دلاور کدھر ہے تو
اے ابنِ عوسجہؑ مرے یاور کدھر ہے تو
آ اے حبیبؑ سبطِ پیمبرؐ کدھر ہے تو
طاری ہوا ہے ضعف طبیعت نڈھال ہے
لاشہ جواں پسر کا اٹھانا محال ہے

۴

قاسمؑ کہاں ہو اپنے چچا کی مدد کو آؤ
زینبؑ کے لاڈلو مرے پیارے کی لاش اٹھاو
اکبرؑ تمہیں غریب مسافر پہ رحم کھاؤ
پیری میں داغ دے کے ہمیں خلق سے نہ جاؤ
پیارے ہماری لاش اٹھاکر سدھاریو
بانو کو اپنا بیاہ دکھا کر سدھاریو

۵

ہر چند یاوروں کو بلایا حسینؑ نے
لاشوں سے کچھ جواب نہ پایا حسینؑ نے
آنسو بہائے شور مچایا حسینؑ نے
یہ کہہ کے عرشِ حق کو ہلایا حسینؑ نے
کوئی نہیں اٹھائے جو آرام جاں کی لاش
اچھا ہمیں اٹھاتے ہیں اپنے جواں کی لاش

۶

یہ کہہ کے لاش کو جو اٹھانے لگے امامؑ
دیکھا لہو میں ڈوب رہی ہے قبا تمام
گھوڑے پہ لاش رکھ کے یہ بولے شہِ انام
توہی مدد کر اے مرے نانا کے خوشخرام
ظاہر ہے حال فاطمہؑ کے نورِ عین کا
تیرے سوا کوئی نہیں حامی حسینؑ کا

۷

اپنی زبان میں یہ فرس نے کیا کلام
مدّت سے آرزو تھی یہ اے شاہِ نیکنام
نوشاہ بن کے مجھ پہ چڑھے گا یہ لالہ فام
دولھا کے ساتھ بدھیاں پہنے گا خوشخرام
شادی کے روز یہ مری عزت بڑھائینگے
مجھ پر سوار ہو کے حلب میں یہ جائینگے

۸

خادم کو تھی امید کہ اعزاز پاؤں گا
اِس کی خبر نہ تھی کہ جنازہ اٹھاؤں گا
میداں سے لاش سوئے حرم لیکے جاؤں گا
افسوس اہلبیتؑ کو کیا منہ دکھاؤں گا
کیا خوب کام مجھ سے لیا ہے امام نے
میری تو آنکھ ہوگی نہ زینبؑ کے سامنے
پہنچے جو شاہِؑ دیں علی -----------

مرثیہ نمبر ۔ ۵

پانچویں محرم کا مرثیہ

مطلع

حسینؑ جب کہ چلے بعدِ دوپہر رن کو

بند : ۱۲

شاعر: ۔

۱

حسینؑ جب کہ چلے بعدِ دوپہر رن کو
نہ تھا کوئی کہ جو تھامے رکابِ توسن کو
سکینہؑ جھاڑ رہی تھی قبا کے دامن کو
حسینؑ چپکے کھڑے تھے جھکائے گردن کو
نہ آسرا تھا کوئی شاہِ کربلائی کو
فقط بہن نے کیا تھا سوار بھائی کو

۲

درِ خیام پہ اہلِ حرم بلکتے تھے
زمیں پہ عابدِ بیمار سر پٹکتے تھے
بہن جو روتی تھی مڑ مڑ کے شاہؑ تکتے تھے
زبان خشک تھی کچھ بات کر نہ سکتے تھے
پکارتے تھے حرم شاہِؑ نامدار چلے
حسینؑ کیا چلے مرنے کو ہم کو مار چلے

(۳)

علیؑ کی بیٹیاں جنگل میں ہوگئیں برباد
کوئی ملول کوئی نوحہ گر کوئی ناشاد
کہیں زمین پہ باقرؑ ہے اور کہیں سجادؑ
کوئی یہ کہتی تھی روکر کہ یاعلیؑ فریاد
یہ رنج و غم تھا کہ روحِ بتول روتی تھی
سکینہؑ چار برس کی یتیم ہوتی تھی

(۴)

عزیزو ہے کتبِ معتبر میں یہ لکھا
چلے جو خیمے سے دو اک قدم شہِ والا
سوار دوشِ محمدؐ کا رک گیا گھوڑا
لگایا شاہؑ نے کوڑا قدم نہ اسکا اٹھا
کہا یہ دل سے کہ ہے سخت اضطراب مجھے
کہ گھوڑا دیتا ہے تنہائی میں جواب مجھے

۵

یہ فکر کر کے لگے رونے سیّدِ ابرار
تب آئی کان میں آوازِ احمدؐ مختار
حسینؑ تیری غریبی پہ یہ رسول نثار
اگرچہ پیاس سے چل سکتا ہے نہیں رہوار
پیادہ پا طرفِ قتل گاہ جاؤ تم
ہماری امّتِ عاصی کو بخشواؤ تم

۶

اگرچہ آپ کے پاؤں میں ہے نہیں طاقت
کہ تین روز سے ہے پیاس کی بڑی شدّت
لگے ہیں زخم بدن پر تباہ ہے حالت
مگر یہ جان لو واجب ہے بخشنا امّت
نہ قتل ہونے میں تاخیر تم کرو بیٹا
ہمارے دوش لو حاضر ہیں بیٹھ لو بیٹا

۷

حسینؑ خوب سا روئے نبیؐ کا سن کے کلام
کہا نہ کیجئے تشویش یا رسولِ انام
تمہاری امتِ عاصی پہ صدقے ہوگا غلام
یہ کہہ کے گھوڑے سے کہنے لگے سن اے خوشگام
زیادہ ہم سے تجھے اپنی جان پیاری ہے
اٹھا قدم کہ مری آخری سواری ہے

۸

رسولؐ مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ جلد سر کو کٹا
بتولؑ کہتی ہیں جنت میں جلد آ بیٹا
حسینؑ مرنے کو جاتا ہے تو بھی پاؤں اٹھا
خدا کے حکم سے گھوڑے نے یہ جواب دیا
سبب بتاؤں میں کیا ایستادہ ہونے کا
خیال ہے مجھے خیر النسّاء کے رونے کا

٩

میں کیا کہوں گا جو پوچھیں گی حشر میں زہراؑ
کہ میرے بیٹے کو کیوں قتل گاہ لیکے گیا
تمہاری والدہ صاحب سے میں کہونگا کیا
اور اس الم کے سوا اور الم ہے یہ آقا
اٹھاؤں پاؤں کو کیونکر کہ اضطراب میں ہے
سکینہؑ آپ کی لپٹی ہوئی رکاب میں ہے

١٠

حسینؑ کود پڑے خاک پر بچشم پر آب
لیا سکینہؑ کو گودی میں بادلِ بیتاب
کہا کہ روکتی ہو کیوں مجھے بتاؤ شتاب
رکاب موت نے پکڑی ہے چھوڑ دو یہ رکاب
گلا بندھے تو بندھے شکرِ کبریا کرنا
ستم اٹھانا نہ امّت کو بد دعا کرنا

۱۱

بٹھا کے بیٹی کو خیمے میں بادلِ ناکام
ہوئے روانہ طرف قتلگہ کے شاہِؑ انام
قریب لاشۂ اکبرؑ پہنچ کے ٹھہرے امامؑ
خدنگ شہؑ پہ لگانے لگا وہ لشکرِ شام
بتولؑ روتی تھی یہ اشقیا نہ ڈرتے تھے
ثواب جان کے سیّد کو قتل کرتے تھے

۱۲

گرے زمین پہ ناگاہ سیّدِ والا
اُدھر سے شمر چلا اور ادھر سے آئی قضا
وہ بوسہ گاہِ محمدؐ وہ پھول سا چہرہ
سوار سینۂ اقدس پہ روسیاہ ہوا
بتولؑ قبر میں رورو کے منہ کو ڈھانپتی تھی
پڑی تھی پاس جو اکبر کی لاش کانپتی تھی
حسینؑ جبکہ چلے -------------

مرثیہ نمبر ۔ ۶

چھٹی محرم کا مرثیہ

مطلع

رن میں ہم شکلِ پیمبرؐ نے جو برچھی کھائی

بند : ۱۰

شاعر: ۔ نسیمؔ امروہوی

①

رن میں ہمشکلِ پیمبرؐ نے جو برچھی کھائی
گھر کے نولاکھ میں جرّار نے برچھی کھائی
بھوک اور پیاس میں ناچار نے برچھی کھائی
ثانی احمدِ مختار نے برچھی کھائی
غل اٹھا خاتمۂ فوجِ شہِؑ پاک ہوا
ماں کا دل چھد گیا بابا کا جگر چاک ہوا

②

برچھی کھاتے ہی کچھ اسطرح سے اکبرؑ تڑپے
زیں پہ سنبھلا نہ گیا خاک پہ گِر کر تڑپے
باپ کے قلب و جگر گو کہ برابر تڑپے
پھر بھی صابر تھے کچھ ایسے کہ نہ سرور تڑپے
دل سنبھالے ہوئے رن کو شہِؑ دلگیر چلے
ننگے سر برہنہ پا حضرتِ شبیرؑ چلے

(۳)

دل یہ کہتا تھا مبارک مرے جانی اکبرؑ
آج مقبول ہوئی نذرِ جوانی اکبرؑ
لب یہ کہتے تھے کہ نانا کی نشانی اکبرؑ
ابھی ٹھہرے رہو اے احمدِ ثانی اکبرؑ
یہ تمنا نہیں باتیں دمِ رخصت کرلوں
صرف اک بار پیمبرؐ کی زیارت کرلوں

(۴)

اے مرے گھر کے اُجالے تمہیں ڈھونڈوں میں کہاں
نہ تو آنکھوں میں بصارت نہ مرے تن میں تواں
دشتِ غربت میں کمر توڑ گئے بھائی جاں
رن سے قاسمؑ کو ذرا بھیج دو بابا قرباں
ٹھوکریں راہ میں کھاتا ہوں سنبھالو بیٹا
نہر پر سوتے ہیں عمو کو بلالو بیٹا

۵

ہائے وہ مرگِ جواں اور وہ مظلوم پدر
آہ بیتاب تھی آنسو بھی تھے بے چین مگر
اشک پی جاتے تھے یہ کہہ کے شہِؑ تشنہ جگر
حق پہ قربان ہیں لاکھوں ہوں جو اکبرؑ سے پسر
ناگہاں ضعف سے تھرّا کے سرِ خاک گرے
کھا کے ٹھوکر کسی زخمی پہ شہِؑ پاک گرے

۶

تنِ بسمل سے لپٹ کر یہ پکارے مولاؑ
تو میرا لال ہے یا اور کسی کا بیٹا
چونک کر غش سے کہا اُس نے کہ اے مردِ خدا
اپنے فرزند کا کچھ نام بتایا نہ پتا
بولے شبیرؑ کہ ہم صورتِ پیغمبرؐ ہے
نام ناشاد و جواں مرگ علی اکبرؑ ہے

۷

یہ سخن سنتے ہی بسمل نے تڑپ کر یہ کہا
السّلام اے جگر و جانِ علیؑ و زہراؑ
بولے شہؑ کون مرے لال کہا ہاں بابا
باپ نے پوچھا کہاں زخم لگا ہے بیٹا
بولا فرزند کلیجے پہ سناں کھائی ہے
الفراق اے شہِ دیں ہونٹوں پہ جان آئی ہے

۸

دل میں رہ رہ کے کھٹکتی ہے سناں بابا جاں
یہ نکل جائے تو ہر نزع کی مشکل آساں
پسرِ فاطمہؑ نے سن کے یہ پُردرد بیاں
کھینچ لی پھیر کے منہ سینۂ اکبرؑ سے سناں
بولے اکبرؑ کہ مرے صابر و شاکر بابا
وقتِ رحلت ہے خدا حافظ و ناصر بابا

۹

کہتے کہتے یہ سخن شیر کا منکا جو ڈھلا
بولے شبیرؑ وصیت تو کرو کچھ بیٹا
عرض کی ہوش میں آئیں جو اخی زینِ عباؑ
اُن کو فدوی کا یہ پیغام سنادے فضّہ
غم رہے آپ کو یا حال پریشان رہے
پر مری امّاں کے پردے کا ذرا دھیان رہے

۱۰

یہ سخن سن کے رُخِ پاک پہ زردی چھائی
گود میں باپ کی بیٹے نے شہادت پائی
ناگہاں خیمے کی جانب سے یہ آواز آئی
کس طرف ہیں مجھے اکبرؑ سے ملاؤ بھائی
بولے اکبرؑ کہ مرے صابر وشاکر بابا
وقتِ رحلت ہے خدا حافظ و ناصر بابا
رن میں ہمشکلِ -------------

مرثیہ نمبر۔ ۷

ساتویں محرم کا مرثیہ

مطلع

رن میں باندھے ہوئے سہرے کو جو آئے قاسمؑ

بند : ۹

شاعر: ۔دبیرؔ

①

رنمیں باندھے ہوئے سہرے کو جو آئے قاسمؑ
تھے کفن بیاہ کے جوڑے کو بنائے قاسمؑ
فوجِ اعدا ہوئی مصروفِ ثنائے قاسمؑ
واہَ کس شان سے تشریف ہیں لائے قاسم
اک براتی کو بھی ہمراہ نہیں لائے ہیں
لشکرِ حسن جلو میں یہ لیے آئے ہیں

②

مرحبا کہتے تھے جس وقت امامؑ ابنِ امامؑ
جھک کے تب ابنِ حسن عمو کو کرتے تھے سلام
اور لبِ خشک دکھا کر یہی کرتے تھے کلام
اے چچا پیاس کیے دیتی ہے قاسمؑ کو تمام
شاہ کہتے تھے کہ مُمکن نہیں جانی پانی
آج سب خورد و کلاں کرتے ہیں پانی پانی

(۳)

ناگہاں مرگ نے مجرا بنے قاسمؑ کو کیا
پھل ملا باغِ شہادت سے اُسے نیزہ کا
لشکرِ ظلم میں اُس دم یہ ہوا غل برپا
رانڈو دکھیا زنِ بیوہ کا پسر قتل ہوا
فاطمہؑ روئیں حسنؑ خلد میں ناشاد ہوئے
رات کی بیاہی کے ارمان بھی برباد ہوئے

(۴)

خیمۂ شاہؑ میں تھا غلغلۂ شیون و شین
چلے سر کھولے ہوئے لاشۂ قاسمؑ پہ حسینؑ
پہنچے جب لاشۂ قاسم پہ امام کونین
دیکھا کیا خاک پہ ہے لوٹتا وہ نورالعین
رو کے چلائے کہ دو روز کے پیاسے دولہا
اٹھ بغل گیر ہو مظلوم چچا سے دولہا

۵

بند کر آنکھوں کو قاسمؑ نے کہا اے شہِ دیں
یہ بتا دیجئے ہمراہ سکینہؑ تو نہیں
نیگ اب مانگے گی مجھ سے جو وہ ہو کر غمگیں
شرم آئیگی مجھے روح بھی ہوئے گی حزیں
شاہؑ بولے وہ نہیں ساتھ ہمارے بیٹا
فاطمہؑ روتی ہے لاشہ پہ تمہارے بیٹا

۶

شہؑ نے بوسہ دیا ہر عضوِ بدن کے اوپر
اور کہا وقتِ وصیّت ہے یہ اے نورِ نظر
تب یہ قاسمؑ نے کہا سبطِ نبیؐ سے روکر
مجھ پہ حق بانوئے بیکس کا بہت ہے سرورؑ
اس طرح آپ مرے حال پہ احساں کرنا
اُن کے اکبرؑ پہ میری لاش کو قرباں کرنا

۷

شہِؑ مظلوم کو اب ضبط کا یارا نہ رہا
اور کہا تم پہ میں صدقے جو کہا تم نے کیا
چاہتی ہے تمہیں اکبرؑ کی طرح وہ دکھیا
اُس کی اک آنکھ ہو تم ایک ہے اکبرؑ بیٹا
پیٹ کر سینہ و سر تیرے لیے روتی ہے
جان کو کھوتی ہے اور تم پہ فدا ہوتی ہے

۸

سن کے یہ گلشنِ جنّت کو سدھارے نوشاہ
لاش کو لیکے چلے خیمے کی جانب وہ شاہؑ
تھا درِ خیمہ پہ فرزندِ حسن عبداللہ
اُس نے چلا کے کہا ماں سے بصد نالہ و آہ
عرش پر دادی کے رونے کی صدا جاتی ہے
رن سے لوٹی ہوئی قاسمؑ کی برات آتی ہے

۹

آئے روتے ہوئے خیمہ میں امامِ دوسرا
اور مسند پہ رکھا ابنِ حسن کا لاشہ
لاش کی سمت سے دلہن نے لیا منہ کو پھیرا
کچھ تو شرم آئی اُسے اور ہوا کچھ جوشِ بکا
غم تھا ایسا کہ ہر اک رو رو کے جاں دیتا تھا
کروٹیں لاشۂ فرزندِ حسنؑ لیتا تھا

رن میں باندھے ------------

مرثیہ نمبر ۔ ۸
آٹھویں محرم کا مرثیہ

مطلع

جب ہاتھ قلم ہوگئے سقائے حرم کے

بند : ۹
شاعر: ۔

①

جب ہاتھ قلم ہوگئے سقائے حرم کے
اور عرشِ بریں ہل گیا گرنے سے علم کے
مشکیزے میں پیوست ہوئے تیر ستم کے
مندیل گری سر سے شہنشاہِ امم کے
جب تیروں کا مینہ پڑتا تھا خوش ہوتے تھے عباسؑ
پر اپنی سکینہؑ کے لیے روتے تھے عباسؑ

②

اتنے میں ترائی سے اٹھا شور قضارا
تب ایک بلندی سے کیا شہؑ نے نظارا
ہاتھوں میں کمر تھام کے زینبؑ کو پکارا
لو بہنا ترائی میں گھرا شیر ہمارا
بے ان کے ہمیں زیست گوارا نہیں زینبؑ
سب مر گئے اب کوئی ہمارا نہیں زینبؑ

③

چلائی سکینہؑ کہ بچانے کو سدھارو
اعدا کو قسم دو مرے سقّہ کو نہ مارو
بچّوں سے کہا ٹوپیاں سر پر سے اتارو
دادا اسد اللہ کو سب مل کے پکارو
پھر پوچھ کے سیدانیوں سے سمتِ نجف کو
منہ اپنا کیا مرقدِ حیدرؑ کی طرف کو

④

بکھرا دیئے بال اور تڑپ کر یہ پکاری
یا حیدرِ کرارؑ دوہائی ہے تمہاری
پیاسوں کے بہشتی پہ جفا کرتے ہیں ناری
جلد آؤ کُمک کے لیے میں آپ کے واری
اللہ نے سب کچھ تمہیں مقدور دیا ہے
سلماں کو رہا شیر کے پنجے سے کیا ہے

⑤

سوئے نجف کہتی تھی رو رو کے وہ دکھیا
جو نوحے کا ایک شور اُدھر سے ہوا پیدا
چلائی وہ بچی کہ یہ غل کیسا ہے بابا
عمّامہ پٹک کر یہ پکارے شہِ تنہا
ماتم کرو کوثر کے کنارے گئے عباسؑ
رونے کو علیؑ آئے ہیں مارے گئے عباسؑ

⑥

پھر دیکھ کے دریا کو یہ آواز سنائی
آواز نہیں دیتے ہو کیا مرگئے بھائی
آواز کے ساتھ اُن کی بھی آواز یہ آئی
آقا مرے جلد آؤ بہت دیر لگائی
مشکل سے عیاں اتنی بھی آواز ہوئی ہے
اب موت کی ہچکی ہمیں آغاز ہوئی ہے

۷

لو عترتِ اطہار خدا حافظ و ناصر
لو اکبرؑ دلدار خدا حافظ و ناصر
لو عابدِ بیمار خدا حافظ و ناصر
لو اے شہِ ابرار خدا حافظ و ناصر
شہزادیٔ بطحا و مدینہ کو نہ لانا
آقا میرے لاشہ پہ سکینہؑ کو نہ لانا

۸

شہؑ بولے کہ کچھ حد بھی غلامی کی ہے بھائی
بچپن سے تو اب تک مری نعلین اٹھائی
کچھ آرزوئے دل کہو اے حق کے فدائی
وہ بولے کہ قسمت نے نہ کی آج رسائی
لختِ جگرِ شاہِ مدینہ رہی پیاسی
سقّہ میں بنا اور سکینہؑ رہی پیاسی

۹

اور ایک یہ حسرت مری عابد کو سنانا
پیارے میرے جب گورِ غریباں تو بنانا
تو لاکے ترائی میں سکینہؑ کو بٹھانا
صدقے کی طرح گرد مری لاش پھرانا
تلقین میں کہیو مجھے شیدائے سکینہؑ
اور قبر پہ لکھ دیجیو سقائے سکینہؑ

جب ہاتھ قلم ہوگئے ــــــــــــــــــ

مرثیہ نمبر ۔ ۹

نویں محرم کا مرثیہ

مطلع

زینبؑ نے سنی جب یہ خبر شاہِ اُمم سے

بند : ۱۱

شاعر: ۔

۱

زینبؑ نے سنی جب یہ خبر شاہِ اُمم سے
مسلم کے پسر خوب لڑے فوجِ ستم
دل ہل گیا رنگ اڑگیا افراطِ الم سے
آنسو رخِ انور پہ بہے دیدۂ نم سے
کام آتا تھا جو سن کے خجل ہوتی تھی زینبؑ
فرزندوں کا منہ تکتی تھی اور روتی تھی زینبؑ

۲

کچھ منہ سے نہ کہتی تھی مگر تھا یہ اُسے دھیان
شہؑ پر میرے بیٹے ہوں اسی طرح سے قربان
پہلے تو یہ حسرت تھی کہ ہو بیاہ کا سامان
اب کوئی تمنّا نہیں گر ہے تو یہ ارمان
چرچہ ہو کہ حق ماں کا ادا کر گئے دونوں
کس شان سے زینبؑ کے پسر مر گئے دونوں

۳

کچھ سوچ کر اتنے مین اٹھی بنتِ یداللہ
بیٹوں کو چلی لیکے حضورِ شہؑ ذی جاہ
روتے ہوئے سب اہلِ حرم بھی ہوئے ہمراہ
عباسؑ سے اُس وقت یہ فرمانے لگے شاہؑ
جھک جھک کے جو سمجھاتی ہوئی آتی ہے زینبؑ
کیا بیٹوں کو رخصت کے لیے لاتی ہے زینبؑ

۴

کیا عذر ہے کیا چاہتے تھے سیّدِ ابرارؑ
سر پاؤں پہ نہوڑا کے یہ بولی وہ دل افگار
قربان گئی اب تو مناسب نہیں تکرار
محروم نہ رکھئے کہ سخی کی ہے یہ سرکار
بہنوں کی مصیبت میں مدد کرتے ہیں بھائی
نادار کا ہدیہ نہیں رد کرتے ہیں بھائی

۵

زینبؑ نے اشارہ کیا آداب بجا لاؤ
لو گرد پھرو ماموں کے سر پاؤں پہ نہوڑاؤ
حضرت نے کہا ہاتھوں کو پھیلا کے اِدھر آؤ
میں پیار تو کرلوں مری چھاتی سے لپٹ جاؤ
گھر باپ کا ویران کئے جاتے ہو پیارو
زینت میرے لشکر کی لئے جاتے ہو پیارو

۶

میداں میں گئے جاکے ہوئے محوِ لڑائی
چھوٹے نے بڑے بھائی کو آواز سنائی
کیا حال ہے جیتے ہو کہ مارے گئے بھائی
غل میں یہی بھائی کی صدا بھائی کو آئی
بڑھ بڑھ کے ہٹاتے ہیں بہت اہلِ ستم کو
تصویر تمہاری نظر آتی نہیں ہم کو

۷

بس اتنے میں مہلت ستم ایجادوں نے پائی
نیزے کی انی پشتِ محمد پہ لگائی
جس وقت سناں سینے سے باہر نکل آئی
چلایا کہ لو ہم تو چلے خلق سے بھائی
اللہ کس آفت میں مجھے چھوڑ دیا ہے
نیزے نے کلیجے کو مرے توڑ دیا ہے

۸

پڑنے لگی معصوموں پہ تلوار پہ تلوار
کٹ کٹ کے وہ چھوٹے سے عمامے ہوئے گلنار
جب چھاتیوں سے ہوتی تھی نیزے کی انی پار
تن تن کے وہ کہتے تھے کہ یا حیدرِؑ کرار
ملتے تھے گلے پیار سے منہ چوم رہے تھے
لپٹے ہوئے شیروں کی طرح جھوم رہے تھے

⑨

شہ لاشوں کو چھاتی سے لگائے ہوئے آئے
دونوں کو عبا اپنی اڑھائے ہوئے آئے
آنسو رُخِ انور پر بہاتے ہوئے آئے
زینبؑ کے قریں سر کو جھکائے ہوئے آئے
فرمایا بہن اب انہیں آغوش میں لو تم
دو شیر مرے مر گئے پرسا مجھے دو تم

⑩

پھر گود میں لاشوں کو لیا ہاتھ بڑھا کر
لپٹا کے گلے پیار سے زانو پہ رکھا سر
سیدانیوں کے رونے سے برپا ہوا محشر
تھا شور کہ لوٹی گئی شبیر کی خواہر
سب روتے تھے کچھ منہ سے نہ فرماتی تھی زینبؑ
غش آتا تھا جب لاشوں پہ جھک جاتی تھی زینبؑ

(١١)

ہمشیر سے یہ کہہ کے جو روئے شہِ ابرار
بس آگیا فرزندوں کی ہمت پہ اُسے پیار
تھرّاتی ہوئی خاک سے اٹھی وہ دل افگار
پاس آن کے لاشوں کی بلائیں لی کئی بار
کانپے جو قدم گر کے سنبھلنے لگی زینبؑ
منہ خون بھرے چہرے سے ملنے لگی زینبؑ

زینبؑ نے سنی جب یہ ----------

۔٦ جولائی ٢٠٠٢ء بروز سنیچر

مرثیہ نمبر ۔ ۱۰

دسویں محرم کا مرثیہ

مطلع

آج شبیرؑ پہ کیا عالمِ تنہائی ہے

بند : ۱۲

شاعر: ۔ انیسؔ

①

آج شبیرؑ پہ کیا عالمِ تنہائی ہے
ظلم کی چاند پہ زہراؑ کے گھٹا چھائی ہے
اُس طرف لشکرِ اعدا میں صف آرائی ہے
یاں نہ بیٹا نہ بھتیجا نہ کوئی بھائی ہے
برچھیاں کھاتے چلے آتے ہیں تلواروں میں
مارلو پیاسے کو ہے شور ستمگاروں میں

②

زخمی بازو ہیں کمر خم ہے بدن میں نہیں تاب
ڈگمگانے میں نکل جاتی ہے قدموں سے رکاب
پیاس کا غلبہ ہے لب خشک ہیں آنکھیں پُرآب
تیغ سے دیتے ہیں ہر وار کا اعدا کو جواب
شدّت ضعف سے جس جا پہ ٹھہر جاتے ہیں
سینکڑوں تیرِ ستم تن سے گذر جاتے ہیں

(٣)

برچھی آکر کوئی سینہ پہ لگا جاتا ہے
مارتا ہے کوئی نیزہ تو غش آجاتا ہے
بڑھتے ہیں زخمِ بدن زور گھٹا جاتا ہے
بند آنکھیں ہیں سرِ پاک جھکا جاتا ہے
گرد زہراؑ و علیؑ گریہ کناں پھرتے ہیں
غل ہے گھوڑے سے امامِ دوجہاں گرتے ہیں

(٤)

زیں سے ہوتا ہے جُدا دوشِ محمد کا مکیں
چمنِ فاطمہؑ کا سرو ہے مائل بہ زمیں
برچھیاں گرد ہیں اور بیچ میں ہیں سرورِ دیں
ہے یہ نزدیک گرے مہرِ نبوت کا نگیں
پاؤں ہر بار رکابوں سے نکل جاتے ہیں
یا علیؑ کہتی ہے زینبؑ تو سنبھل جاتے ہے ہیں

⑤

کوئی سیّدؑ کا نہیں آہ بچانے والا
حربے لاکھوں ہیں اور اِک زخم اٹھانے والا
پیاس میں کوئی نہیں پانی پلانے والا
سنبھلے کس طرح بھلا برچھیاں کھانے والا
چرخ سے آگ برستی ہے زمیں جلتی ہے
مارے گرمی کے زباں خشک ہے لو چلتی ہے

⑥

عرض کرتے ہیں یہ خالق سے کہ اے ربِّ غفور
تو ہے عالم کہ نہیں کچھ ترے بندے کا قصور
کرتے ہیں یہ مجھے بے جرم و خطا تیغوں سے چور
ہاتھ اُمّت پہ اٹھانا نہیں مجھ کو منظور
جانتے ہیں کہ محمدؐ کا نواسہ ہوں میں
پانی دیتے نہیں دو روز کا پیاسا ہوں میں

٧

غم نہیں کچھ مجھے گو بیکس و بے یار ہوں میں
زیرِ شمشیر گلا رکھنے کو تیار ہوں میں
تو مددگار ہے مختار ہے ناچار ہوں میں
وقتِ مشکل ہے عنایت کا طلبگار ہوں میں
تیرے سجدے میں یہ سر تن سے جُدا ہو جائے
عہدِ طِفلی کا جو وعدہ ہے ادا ہو جائے

٨

رحم کر رحم کہ شرمندہ ہوں اے بارِ خدا
بندگی کا جو تِری حق تھا ہو نہ سکا
خوفِ محشر سے بدن کانپتا ہے سرتاپا
ہو گی اعمال کی پُرسش تو کہوں گا میں کیا
کوئی تحفہ تِرے لائق نہیں پاتا ہے حسینؑ
ہاتھ خالی تیرے دربار میں آتا ہے حسینؑ

⑨

ابھی مولاؑ نے سرِ عجز اٹھایا تھا نہ آہ
نیزہ اِک چھاتی پہ مارا جو کسی نے ناگاہ
غش میں گرنے لگے گھوڑے سے امامِ ذیجاہ
آئی خاتونِ قیامت کی صدا بسم اللہ
تھامنے آئے علیؑ خُلد سے گھبرائے ہوئے
دوڑے محبوبِ خدا ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے

⑩

اِک جفا کش نے پھر پہلو پہ وہ نیزہ مارا
چھد گیا توڑ کے سینہ کو کلیجہ سارا
پشت تازی پہ سنبھلنے کا نہ پایا یارا
گر پڑا خاک پہ وہ عرشِ خدا یا تارا
گرد آلود قبائے شہؑ پُرنور ہوئی
ریت زخموں کے لیے مرہمِ کافور ہوئی

١١

خاک اور خوں میں تڑپتے تھے شہنشاہِ زمن
گل کے مانند کھلے جاتے تھے سب زخمِ بدن
طلبِ آب میں کھولے ہوئے تھے خشک دہن
گرد کھینچے ہوئے تلوار کھڑے تھے دشمن
غمِ ناموس بھی تھا پیاس کی بھی شدّت تھی
پر سکینہؑ کو نہ دیکھ آئے یہی حسرت تھی

١٢

کان میں آتی تھی زینبؑ کی صدائے جانکاہ
دل تڑپ جاتا تھا جب درد سے شہؑ کرتے تھے آہ
راہ روکے ہوئے خیمے کی کھڑے تھے گمراہ
نیم وا چشم سے کرتے تھے سوئے خیمہ نگاہ
تنِ زخمی میں جو پیکانِ ستم گڑتے تھے
خاک سے اٹھتے تھے اور کانپ کے گر پڑتے تھے
آج شبیرؑ پہ ------------------

مرثیہ نمبر ۔ ۱۱

۲۰۔ صفر کا مرثیہ

مطلع

جب کہ سجادِؑ حزیں قیدِ ستم سے چھوٹے

بند : ۱۲

شاعر: ۔

۱

جب کہ سجادِ حزیں قیدِ ستم سے چھوٹے
حلقۂ زنجیر کے بے کس کے قدم سے چھوٹے
بولی زینبؑ کہ بڑے رنج والم سے چھوٹے
پر یہ افسوس ہے ہم شاہِؑ اُمم سے چھوٹے
چین سے رات کو اب خلقِ خدا سوئے گی
فاطمہؑ کا ہے کو اب آکے یہاں روئے گی

۲

الغرض منزلیں طے کر کے اسیرانِ بلا
پہنچے سر کھولے ہوئے متصلِ دشتِ بلا
بو شہیدوں کے لہو کی جو وہاں لائی صبا
حرمِ شیرِ الٰہی سے یہ زینبؑ نے کہا
چاک ہوتا ہے جگر جان چلی جاتی ہے
بھائی کے خون کی لوگو مجھے بو آتی ہے

۳

لو اب اونٹوں کو بٹھاؤ کہ ادب کی ہے جا
ہو پیادہ کہ سرِ خاک ہے شبیرؑ پڑا
ننگے پا فاطمہؑ بھی ہوتی ہے مشغولِ بکا
دیکھ کر پھر سوئے مقتل یہ بیاں اس نے کیا
بھائی زینبؑ تمہیں آتی ہے کفن دینے کو
بھیجو عباسؑ اور اکبر کو مرے لینے کو

۴

جب وطن سے میں یہاں آئی تھی اے دین کے شاہؑ
تب مرے اونٹ کے چوگرد تھی حضرت کی سپاہ
آج آئی ہوں عجب شان سے اللہ اللہ
ننگے سر بال کھلے عابدِ بے کس ہمراہ
آپ کے حلق پہ تو سجدے میں تلوار پھری
سر کھلے آپ کی خواہر سرِ بازار پھری

(۵)

آئی لاشہ سے یہ آواز کہ آؤ آؤ
ہم ہیں معذور تمہیں آ کے گلے مل جاؤ
باپ بیکس کے نہ لاشہ کو ابھی کفناؤ
میرا مہمان ہے حُرؑ پہلے اُسے دفناؤ
دفن ہر ایک سے پہلے مرا مہماں ہوگا
باپ کے مُردے پہ عابد ترا احساں ہوگا

(۶)

کہا عابد نے میں اس بندہ نوازی کے فدا
بعد مرنے کے بھی حضرت کو نہ عابد بھولا
کہہ کے یہ بیلچہ داروں سے یوں رو رو کے کہا
جلد تیار کرو قبرِ امام دوسرا
کہا زینبؑ سے کہ روتی ہوئی آؤ زینبؑ
خاک تو بھائی کے زخموں سے چھڑاؤ زینبؑ

۷

سن کے یہ عابدِ بیمار و حزیں کی تقریر
پیٹتی روتی ہوئی لاشہ پہ آئی ہمشیر
خاک زخموں سے چھڑانے لگی اور کھینچے تیر
دہن زخمی سے اس وقت یہ بولے شبیرؑ
تنِ زخمی کو ہمارے نہ سنبھالو بیٹا
برچھی اکبر کے کلیجے سے نکالو بہنا

۸

تیر کھینچو نہ مرے جسم سے با آہ و فغاں
حلق سے تم علی اصغر کے نکالو پیکاں
جب سنا بانوئے بیکس نے یہ لاشہ کا بیاں
رو رو چلائی کہ بیٹا علی اصغرؑ ہو کہاں
سو چکے خاک پہ اب آنکھوں کو کھولو پیارے
اب کلیجے سے لپٹ کر مرے سو لو پیارے

۹

یہ بیاں کرتی تھی بانوئے غریب و ناچار
ناگہاں قبر ہوئی سبطِ نبیؑ کی تیار
کہا زینبؑ نے یہ عابدؑ سے پھوپھی تم پہ نثار
اب نہ تاخیر کرو دفن پدر میں زنہار
ماں مری سینۂ و سر پیٹ رہی ہے بیٹا
اب تلک فاطمہ سے قبر چھٹی ہے بیٹا

۱۰

متصل گور کے پہنچا جو شہِ دیں کا پسر
کہا زینبؑ نے کہ اب لاش اتارو رو کر
لاش مرقد میں جو رکھنے لگا بادیدۂ تر
قبر سے ہاتھ یداللہ کے نکلے باہر
کہا زینبؑ سے کہ تشریف علیؑ لائے ہیں
دستگیری کے لیے شیرِ خدا آئے ہیں

۱۱

کہا زینبؑ سے پھوپھی دور کھڑی ہو تم کیا
دیکھ لو بھائی کا دیدار یہاں آؤ ذرا
سرِ شبیرؑ لیے بیٹھے ہیں محبوبِ خدا
آ کے زینبؑ نے کیا شاہِ رُسلؐ کو مجرا
اور کہا خلد سے تشریف یہاں لائے ہو
مٹی دینے پسرِ فاطمہؑ کو آئے ہو

۱۲

یہ بیاں سن کے بہت روئے رسولِ اکبرؐ
دفن شبیرؑ کو عابد نے کیا رو رو کر
فاتحہ پڑھ کے حرم روئے بہت پیٹ کے سر
غل جو رونے کا ہوا کُنج لحد کے اندر
کہا عابد نے کہ بے چین یہ ہوتی ہے بتولؑ
بیٹے کے مُردے سے مل مل کے یہ روتی ہے بتولؑ

جبکہ سجادِ حزیں قیدِ ستم سے چھوٹے۔۔۔

مرثیہ نمبر ۔ ۱۲

۱۹۔ رمضان کا مرثیہ

مطلع

اے روزہ دارو آہ و بکا کے یہ روز ہیں

بند : ۱۲

شاعر: ۔

دبیرؔ

اے روزہ دارو آہ و بکا کے یہ روز ہیں
سادات پر نزولِ بلا کے یہ روز ہیں
سرتاجِ اوصیأ کے عزا کے یہ روز ہیں
تم سے وداعِ شیرِ خدا کے یہ روز ہیں
زخمی ہوا امام تمہارا نماز میں
ظالم نے روزہ دار کو مارا نماز میں

لکھا ہے جب دونیم ہوا فرقِ مرتضیٰؑ
سدرہ سے جبرئیلؑ کے رونے کا غل اٹھا
پھینکی سروں سے زینبؑ و کلثومؑ نے ردا
چونکا کے بھائیوں کو پکاریں غضب ہوا
سنتے ہو جبرئیلؑ نے اس وقت کیا کہا
وہ بولے پیٹ کر قتل المرتضیٰؑ کہا

دوڑے یہ کہہ کے جانبِ مسجد وہ نیک ذاب
ڈوبی ہوئی لہو میں ملی کشتیٔ نجات
ماتھے پہ خون باپ کا مل کر کہی یہ بات
ہے ہے اٹھایا قبلہ و کعبہ پہ کس نے ہاتھ
رلوایا نانا جان کو دارالسلام میں
بن باپ کا کیا ہمیں ماہِ صیام میں

ناگہہ نمازیوں کے گروہ آئے ننگے سر
حیدرؑ نے مجتبیٰ سے کہا آنکھ کھول کر
پڑھواؤ تم نماز جماعت کی اے پسر
ہم بیٹھے بیٹھے پڑھتے ہیں اپنے مقام پر
لیکن جبیں کے زخم پہ رومال باندھ دو
میرا سرِ شگافتہ اے لال باندھ دو

باندھا حسنؑ نے جبکہ سرِ شیرِ ذوالجلال
بولے علیؑ کہ اور کسو درد ہے کمال
شبرؑ نے پھر کسا تو کیا پھر وہی مقال
پھر چست باندھ کر یہ پکارا وہ خوشخصال
اب درد کیسا اے اسدِ ذوالجلال ہے
ہاتھوں سے سر پکڑ کے کہا وہ ہی حال ہے

پڑھواکے پھر نماز جماعت کی مجتبیٰؑ
بابا کے سر پہ پڑھنے لگے آیۂ شفا
ناگاہ آکے یہ کسی عورت نے دی صدا
زہراؑ کے پیارو تم سے یہ زینبؑ نے ہے کہا
بابا کو میرے جلد جو گھر میں نہ لاؤ گے
تو سر برہنہ مجھ کو بھی مسجد میں پاؤ گے

بولے علی حواس ابھی سے بجا نہیں
زینبؑ سے کہہ دو کوفہ ہے یہ کربلا نہیں
میں بے دیار و بیکس و بے آشنا نہیں
شیعہ ہیں گرد نرغۂ اہلِ جفا نہیں
پردے سے ننگے سر تو ابھی کیوں نکلتی ہے
کیا حلق پر حسینؑ کے تلوار چلتی ہے

پہنچا جو لاشۂ شہِ مرداں قریبِ در
بے ساختہ نکل پڑی زینبؑ برہنہ سر
بعد اس کے یونہی آئی تھیں اکبرؑ کی لاش پر
یہ واقعہ تھا باپ کا وہ ماتمِ پسر
رکھ رکھ کے خلق آنکھوں پہ رومال ہٹ گئی
مشکلکشا سے آن کے زینبؑ لپٹ گئی

اُم البنینؑ کو پایا جو صدمہ میں مبتلا
باہیں گلے میں ڈال کے عباسؑ نے کہا
اے امّاں صدقہ دینے سے رد ہوتی ہے بلا
بھائی حسنؑ حسینؑ ہیں زہراؑ کے دلربا
روشن کرو جہان میں تم اپنے نام کو
صدقہ اُتارو شاہِ نجف پر غلام کو

عباسؑ کو بُلا کے گلے سے لگا لیا
اور ہاتھ اس کا ہاتھ میں شبیرؑ کے دیا
اے لال یہ غلام تمہارا ہے باوفا
میری طرح سے پیار اسے کیجیو سدا
آفت کا دن جو تجھ کو مقدر دکھائے گا
اُس روز یہ غلام تیرے کام آئے گا

عباسؑ سے کہا کہ سن اے میرے نونہال
تو ہے علیؑ کا لال وہ ہے فاطمہ کا لال
رکھیو ہمیشہ خاطرِ شبیرؑ کا خیال
اس کا ملال احمدؐ مرسل کا ہے ملال
آقا کا ساتھ تا دمِ مردن نہ چھوڑیو
سب چھوٹیں پر حسینؑ کا دامن نہ چھوڑیو
بچوں سمیت جب یہ وطن سے کرے سفر
پہلے میرے حسین سے تو باندھیو کمر
پہنچے جو کربلا میں یہ سلطانِ بحرو بر
خیمے کی چوکی شام سے تو دیجو تا سحر
روزِ نبرد معرکہ آرائی کیجیو
پانی ہو اس پہ بند تو سقائی کیجیو
اے روزہ دارہ آہ وبکا-----------

نوحہ جات

نوحہ ۔ ۱

پانچ محرم کے جلوس کا نوحہ

جھکائے سر کو کھڑا ہے دُلدُل
چھبے ہوئے تیر ہیں بدن میں
لہو کی چھینٹیں بتا رہی ہیں
حسینؑ مارے گئے ہیں رن میں

اے زینبؑ غم رسیدہ آؤ
یہ منظرو دل کشی تو دیکھو
سوارِ پشت ہے زین خالی
حسینؑ مارے گئے ہیں رن میں

جو بھائی تھا آخری سہارا
اسے بھی اہلِ ستم نے مارا
چھنے گی سر سے ردائے زینبؑ
بندھیں گے بازو بھی اب رسن میں

تڑپ کے کہتی تھی یہ سکینہ
کہاں ہے ڈوبا میرا سفینہ
پتہ بتادے کہاں ہے بابا
میں جاکے خود ڈھونڈلونگی بن میں

سموں سے لپٹی ہوئی سکینہؑ
بہت ہی مایوس ہے یتیمہ
پدر کے سینے پہ سونے والی
نہ جانے کیا سوچتی ہے من میں

پھوپھی سکینہؑ کو تم سنبھالو
تم اپنی آغوش میں بٹھالو
یتیم بچی نہ جان دیدے
تڑپ کے یادِ شہِ زمن میں

حسینؑ جیسا نہ کوئی اجڑے
نہ ہوں کسی کے یتیم بچے
نہ کوئی اس طرح بے وطن ہو
خزاں نہ آئے کسی چمن میں

ستم گروں نے ستم ہے ڈھایا
حسینؑ کے سر کو کاٹ ڈالا
نہ جانے زہراؑ پہ کیا بنے گی
خبر یہ پہنچے گی جب وطن میں

◆

نوحہ ۔ ۲

نو محرم کے جلوس کا نوحہ

بین یہ زینبؑ کے تھے عون و محمد میرے
جانبِ کوثر گئے عون و محمد میرے

روتے ہیں شاہِ زماں تم پہ ہو قربان ماں
ماموں پہ صدقے ہوئے عون و محمد میرے

ہائے میرے کم سنو ہائے میرے لاڈلو
پورے جواں بھی نہ تھے عون و محمد میرے

فوجِ عدو سے لڑے توڑ دیئے مورچے
نام بڑا کر گئے عون و محمد میرے

ماں سے جو وعدہ کیا پورا اسے کردیا
صادق الاقرار تھے عون و محمد میرے

کرتے ہیں تعریف شاہؑ جنگ کی کیا خوب واہ
کیسے عدو سے لڑے عون و محمد میرے

ماں کو قلق ہے بڑا پانی نہ تم کو ملا
پیاسے جہاں سے گئے عون و محمد میرے

مادرِ خستہ جگر پیٹے نہ کیوں اپنا سر
آج جدا ہوگئے عون و محمد میرے

پیٹو رباب اپنا سر لٹ گیا زینب کا گھر
سب سے جدا ہوگئے عون و محمد میرے

◆

نوحہ ۔ ۳

دس محرم کے جلوس کا نوحہ

سردار کہاں ہے بے یار کہاں ہے
اے رخشِ پیمبرؐ تیرا اسوار کہاں ہے

باگیں ہیں کٹی خون میں سب زین بھرا ہے
لختِ جگرِ احمدِ مختار کہاں ہے

پالا تھا جسے فاطمہؑ نے پیس کے چکی
وہ تشنہ دہن بیکس و بے یار کہاں ہے

گھوڑے تیرے صدقے یہ غریبوں کو بتادے
ہم بے کسوں کا قافلہ سالار کہاں ہے

چھوڑ آیا کہاں فاطمہؑ کے نورِ نظر کو
بیوں کا یتیموں کا مددگار کہاں ہے

اے گھوڑے تجھے صاحب دُلدُل کی قسم ہے
بتلادے یداللہ کا دلدار کہاں ہے
زینبؑ نے کہا گھوڑے کی گردن سے لپٹ کر
بتلا میرا بھائی میرا غمخوار کہاں ہے
لے چل ہمیں سر پیٹنے کو لاش پہ جلدی
آلودۂ خوں شہؑ کا تنِ زار کہاں ہے
جبریلؑ جسے آتے تھے جھولے میں جھلانے
مانجایا میرا سیّدِ ابرار کہاں ہے
اے نانا کے گھوڑے مجھے للہ بتا دے
وہ بے وطن و بے کس و بے یار کہاں ہے
کس بن میں اکیلا میرے مانجائے کو چھوڑا
للہ بتادے میرا غمخوار کہاں ہے
خیمے سے جسے لیکے تو میداں کو گیا تھا
وہ حیدرِ کرّار کا دلدار کہاں ہے

◆

نوحہ ۔ ۴

بیس صفر کے جلوس کا نوحہ

کربلا میں شہِؑ دلگیر کا چہلم نہ ہوا
کیا قیامت ہے کہ شبیر کا چہلم نہ ہوا

کشتۂ نیزہ و شمشیر کا چہلم نہ ہوا
صاحبِ آیۂ تطہیر کا چہلم نہ ہوا

قتل کے بعد بھی محتاجِ کفن لاش رہی
کشتۂ خنجروشمشیر کا چہلم نہ ہوا

والئ نعرۂ تکبیر کا چہلم نہ ہوا
مرسلِ حق تیری تصویر کا چہلم نہ ہوا

بے دیاروں کا نہ تھا پوچھنے والا کوئی
بے بس و بے کس و دلگیر کا چہلم نہ ہوا

صاحبِ عظمت و توقیر کا چہلم نہ ہوا
یعنی عباسؑ کا شبیرؑ کا چہلم نہ ہوا

فاتحہ کون غریبوں کی دلاتا رن میں
کشتہ ہائے تبروتیر کا چہلم نہ ہوا

رو کے کہتی تھیں یہی زینب و امِّ کلثوم
مُصحفِ حق تیری تفسیر کا چہلم نہ ہوا

قید خانے میں بیاں کرتی تھیں زینبؑ افسوس
بھائی کے ساتھ ہی ہمشیر کا چہلم نہ ہوا

کوفیو تم سے شکایت ہے یہ فرداً فرداً
تیرے مہمان کا رہ گیر کا چہلم نہ ہوا

ہچکیاں بھر کے یہی کہتے تھے سجادِ حزیں
نور کی پانچویں تنویر کا چہلم نہ ہوا

یادِ معصوم میں دل تھام کے کہتی تھی رباب
دشت میں اصغرِ بے شیر کا چہلم نہ ہوا

روتی رہتی تھیں رباب اور زباں پر تھا یہی
ہائے ہائے تیرے بے شیر کا چہلم نہ ہوا

باندھ کر لے گئے سب اہلِ حرم کو ظالم
یہ سبب خاص تھا شبّر کا چہلم نہ ہوا

رو کے جنّت میں بیاں کرتی تھیں زہراؑ قیصر
کربلا میں میرے شبّر کا چہلم نہ ہوا

◆

نوحہ ۔ ۵

بیس رمضان کے جلوس کا نوحہ

علیؑ نے سجدۂ خالق میں تیغ کھائی ہے
جہاں میں قبلِ قیامت قیامت آئی ہے

ہوئی تھی خانہ کعبہ میں جس کی پیدائش
خدا کے گھر میں اسی نے وفات پائی ہے

مہِ صیام کی انیسویں تھی وقت سحر
کہ شمعِ دینِ نبیؐ کفر نے بجھائی ہے

بجھی تھی زہر میں تلوار ابنِ ملجم کی
جو فرقِ سیّد مظلوم پر لگائی ہے

نماز صبح میں مشغول تھے امام ابھی
کہ سر پہ تیغ ستمگار کی در آئی ہے

غضب ہے ہوگیا سر پاش پاش حیدرؑ کا
دو نیم قلب پیغمبر ہوا دہائی ہے

ندا فلک سے یہ آئی امام قتل ہوا
ستم کے ہاتھوں نے بنیادِ کعبہ ڈھائی ہے

ہوا یہ شور زمانے میں ہوگیا اندھیر
غروب مہر سے ظلمت جہاں میں آئی ہے

یہ شیعہ کہتے ہیں ہم آج بے امام ہوئے
سہارا اٹھ گیا تقدیر کی بر آئی ہے

حرم میں شور قیامت کا ہوگیا برپا
زمینِ کعبہ بھی اسی غم سے تھر تھرائی ہے

علیؑ کے پاس گریں کہہ کے زینبؑ و کلثوم
یہ کس نے حالتِ زار آپ کی بنائی ہے

ابھی تو گھر سے سلامت گئے تھے کیوں بابا
ذرا سی دیر میں یہ کیا مصیبت آئی ہے

سروں سے باپ کا سایہ اٹھا یتیم ہیں ہم
گھڑی یہ کیسی مقدر نے اب دکھائی ہے

درِ نجف پہ نہ پھر آج تک گئے قیصرؔ
ہماری آہ مقدر کی نہ رسائی ہے

ختم شد

شبیہ ذوالجناح 111 واں جلوس 1447ھ 2025ء

☆ دلدل ہاوس پلکھنہ علیگڑھ ☆

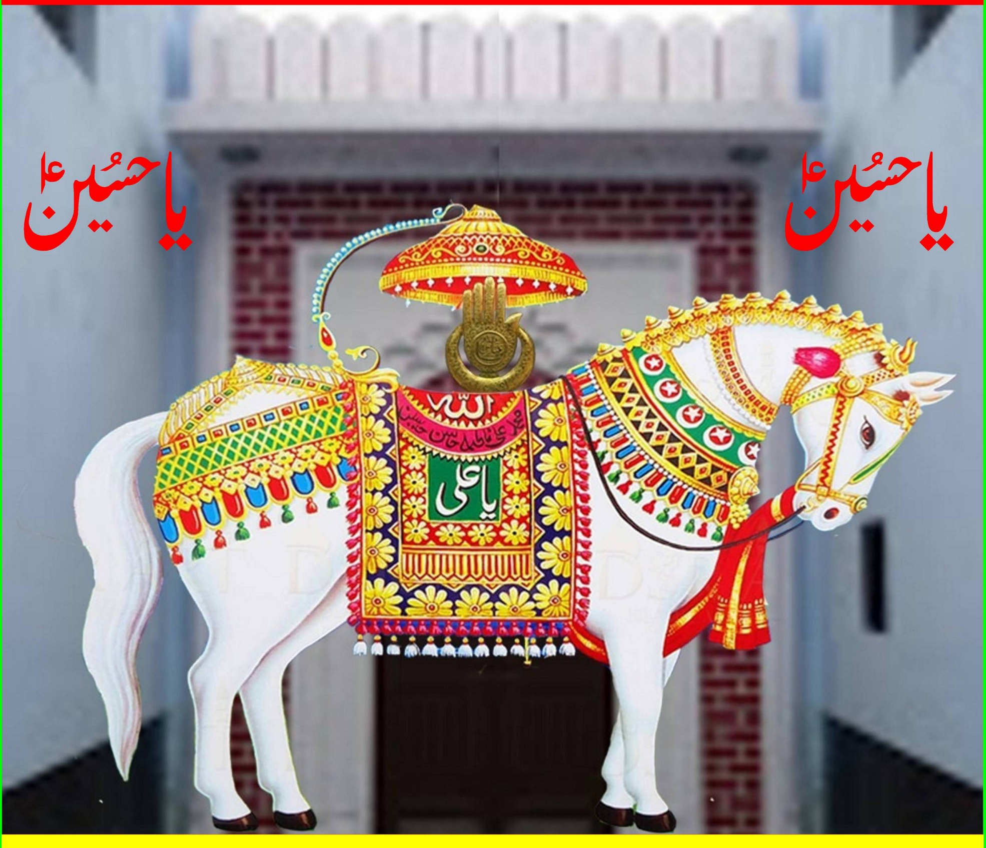

شبیہ ذوالجناح حضرت امام حسین کا بتاریخ پانچ محرم دس محرم اور بیس صفر کے جلوس میں 1337ھ
مطابق 1918ء میں سیدریاض الحسن ابن سیداکبرعلی نے اپنے گھرکے جلوسوں میں اضافہ کیا

शबीहे ज़ुल्जनाह हज़रत इमाम हुसैन का बतारीख़ 5 मोहरम 10 मुहर्रम और 20 सफर के जुलूस में 1337 हिजरी मुताबिक
1918 ईस्वी में सय्यद रियाज़ुल हसन इब्ने सय्यद अकबर अली ने अपने घर के जुलूसों में इज़ाफा किया

BASTA-E-DULDUL HOUSE
SADAAT PILAKHNA ALIGARH